سیرت ائمہ اطہار

تحفظ عزاداری کی ضمانت

محمد سالار۔تہران۔ایران

عاشور کا خونچکاں سانحہ دنیا کے تمام انسانوں، حق پرستوں ، انصاف پسندوں ، آزاد منشوں اور مکتب اسلام نیز اس کی خونین ثقافت شہادت کے دلدادوں کے لئے عظیم درس ہے۔

عاشورہ کوئی تاریخی پڑاؤ نہیں بلکہ ایک مکمل تاریخ ہے۔کل یوم عاشورہ و کل ارض کربلا ایک ایسا بحر بیکراں ہے جو پوری دنیا کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔تاریخ عاشورہ امام مظلوم اور ان کے بچوں نیز ان کے وفادار ساتھیوں کی قربانیوں کے ساتھ تمام تو ہوگئی لیکن جب بھی جوانمردی ، فداکاری، ایثار وشہادت کی گفتگو ہوگی سرفہرست انکا تذکرہ آئے گا۔ہندوستان کے عظیم رہنما مہاتما گاندھی نے کہا تھا: میں نے امام حسینؑ کی تاریخ زندگی کا دقت نظر کے ساتھ مطالعہ کیا اور کربلا کو بہت دھیان سے پڑھا ہے اور مجھ پر یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ اگر ہندوستان ایک کامیاب ملک بننا چاہتا ہے تو ہمیں امام حسینؑ کا اتباع کرنا پڑے گا۔

امام حسینؑ کی عزاداری سے منسوب یہ زوال ناپذیر ایام،حق وباطل کے درمیان ہمیشہ کے لئے پائے جانے والے حد فاصل کی نشاندہی کرتے ہیں۔حق وباطل کے درمیان ہمیشہ مقابلہ رہا ہے اور آزادی پسند افراد نے ہمیشہ حق کی پاسداری کو اپنا فریضہ سمجھا ہے تاہم حق وباطل کے بارمیان نبرد آمازمائی کے دوران ، خاموش بیٹھنے اور الگ تھلگ رہنے کو لادینیت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

پس کربلا والوں کی یاد کو زندہ رکھنا اور تمدن عاشورہ کے احیاء کو ائمہ معصومین نے خصوصی اہمیت کا حامل موضوع جانا ہے۔

عباسی دور حکومت کی ظالمانہ دھمکیوں اور سیاسی سازشوں اور موجودہ سامراجی ہتھکنڈوں کے باوجود آزادی وبشریت دوستی کی علمبردار تحریک کربلا آج بھی پوری طرح زندہ اور تابندہ ہے۔

مرحوم شہید مطہری، ائمہ معصومین کی سیرت میں امام حسین کے مراسم عزاء وسوگواری فرماتے

ہیں:

''ائمہ نے چاہا ہے کہ نہضت حسینی ایک مکتب فکر اور مشعل راہ کی حیثیت سے باقی رہے۔ در حقیقت یہ حسینی تحریک حق ،حق پرستی اور حق طلبی کا ایک روشن چراغ ہے۔ یہ ایک حق پسندی، حریت وآزادی اور ظلم کے مقابل ہمیشہ باقی رہنے والی آواز ہے۔ ائمہ معصومین کی تاکیدکی روشنی میں اس بات کا سبب بنیں کہ انقلاب حسینی زندہ وجاوید رہے۔ امام حسینؑ کا نام ،ظلم کے خلاف ایک مستقل نظریہ کا حامل ہوگیا۔ مفکرین اور شعرا میں سے بعض ایسے نامور افراد ہیں جن میں کیفیت اسدی، دعبل خزاعی وسیدا جمیری کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ کمیت اسدی ان شعراء میں ہیں جنھوں نے لشکرکشی سے زیادہ ، بنی امیہ کونقصان پہونچایا ہے۔۱؎

امام حسینؑ کی شہادت کے بعد پیغامات کربلا کو دنیا میں عام کرنے کی ذمہ داری حضرت زین العابدین اور حضرت زینب کبریٰ نے سنبھالی چنانچہ انہوں نے مختلف موقعوں پر مصائب کربلا اور اہل بیت اطہار پر مصائب کا تذکرہ کرکے عاشورہ کے جانسوز اور روح فرسا واقعات کی یاد کو زندہ رکھا۔

امام سجاد نے بیس سال اپنے بابا کی مظلومیت پر گریہ فرمایا اور جب آپ کے سامنے کھانا یا پانی آتا تھا تو آپ گریہ فرماتے تھے یہاں تک کہ ایک روز آپ کے غلام نے کہا: اب وقت آچکا ہے کہ آپ کا غم برطرف ہوجانا چاہئے ! امام نے فرمایا: وای ہوتجھ پر حضرت یعقوب کے ۱۲ بیٹے تھے۔ خداوند عالم نے ان کے ایک بیٹے کوایک مختصرسی مدت کے لئے ان سے روپوش رکھا، حضرت یعقوب اتنا روئے کہ ان کی آنکھیں کثرت گریہ سے سفید ہوگئیں نیز وفورغم سے ان کے سر کے بال سفید ہوگئے درحالیکہ ان کے بیٹے حضرت یوسف دنیا میں زندہ وسلامت موجود تھے ! میں نے اپنی آنکھوں سے اپنے خانوادہ کے بنی ہاشم کے علاوہ اپنے بابا، بھائی اور چچا کوشہید ہوتے ہوئے دیکھا ہے اس طرح سے کہ ان کی لاش زمین کربلا پر پڑی ہوئی تھی۔ ۲؎

علاوہ ازیں شام میں اپنا تعارف کراتے ہوئے فرمایا:'' **انا بن من بکت علیه ملائکة السماء انا بن من ناحت علیه الجن فی الارض و الطیر فی الهواء** ۳؎

یعنی میں اس کا بیٹاہوں جس پر فرشتوں نے گریہ کیا، میں اس کا بیٹاہوں جس پر جنوں نے زمین پراور پرندوں نے ہواؤں میں نوحہ کیا۔

ہمارے دینی پیشواؤں کی زندگی سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ان کی نظر میں عاشورہ یعنی ۱۰ /محرم الحرام خصوصی اہمیت کا دن ہے، انہوں نے ہمیشہ اس دن کو خاندان رسالت مآب کے لئے حزن وملال کے دن کے طور پر پیش کیا ہے جس کا ایک مقصد اہل بیت رسول کے دشمنوں سے اظہار برأت ہے جو اس دن مسرت وشادمانی کا اظہار کرتے تھے۔

جیسا کہ ہم زیارت عاشورہ میں پڑھتے ہیں: **وھذایوم فرحت به آل زیاد وآل مروان بقتلھم الحسین صلوات الله علیه**، یہی وہ دن ہے جس دن ابن زیاد کے خاندان والوں نے خوشی منائی کیونکہ انہوں نے اس دن امام حسین کو شہید کیا تھا۔

اس کے علاوہ مصائب کربلا، مجاہدتوں وفدکاریوں کی یاد اور اس کا ذکر دلوں میں جوش وولوہ پیدا کرتا ہے اور تقرب الٰہی کا سبب بنتا ہے۔

امام رضاؑ فرماتے ہیں: **کان ابی اذا دخل شھر المحرم لایری ضاحکا... فاذا کان العاشر کان ذلک الیوم یوم مصیبته وحزنه وبکائه ویقول:**

''**ھو الیوم الذی قتل فیه الحسین**''۴ ؎ جیسے ماہ محرم شروع ہوتا تھا، میرے بابا ہنسنا چھوڑ دیتے تھے اور عاشورہ، آتا تھا تو وہ دن ہمارے بابا کے لئے اہم سوگواری کا دن ہوتا تھا، آپ بہت گریہ فرماتے تھے اور کہتے تھے: یہی دن تھا جب امام حسین کو شہید کیا گیا''

اس کے علاوہ ایک اور مقام پر امام رضا نے سوگواری سید الشھداء کے سلسلے میں ارشاد فرمایا: **من ترک السعی فی حوائجه یوم عاشوراء قضی الله حوائج الدنیا والآخرہ**۔ ۵ ؎ **ومن کان یوم عاشوراء یوم مصیبته وحزنه وبکائه، یجعل الله یوم القیامه یوم فرحه وسرورہ**۔ ۶ ؎

یعنی ہر وہ شخص جو روز عاشورہ کسب معاش یا دنیاوی مصروفیتوں سے خود کو دور رکھے خداوند متعال اس کی تمام حاجات دنیوی واخروی پوری کرے گا اور ہر وہ شخص جو عاشورہ کو روز مصائب شمار کرتے ہوئے گریہ وزاری کرے خداوند اس کو قیامت کے روز مسرور محشور کریگا۔

ائمہ طاہرین مراسم عزا کو برپا کرنے اور امام حسین کی یاد کو زندہ رکھنے کے لئے مختلف طریقہ ہائے عمل اختیار کرتے تھے، ان مجالس کا برپا کرنا اس بات کا باعث ہوا کہ کربلا والوں کا جذبہ ایثار وفداکاری اور ان کی شہادتیں تاریخ میں ہمیشہ کے لئے ثبت ہوگئیں اور دنیا بھر کے انسانوں کے لئے نمونۂ عمل قرار پائیں۔ معروف مداح اور شاعر اہل بیتؑ جناب دعبل خزاعی نقل کرتے ہیں کہ ایک

روز اپنے آقا امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اپنے چند اصحاب کے ہمراہ رنجیدہ اور غمگین بیٹھے ہی تھے جیسے حضرت نے مجھے دیکھا تو فرمایا مرحبا! دعبل تم نے زبان وقلم سے ہماری مدد کی۔ حضرت نے مجھے اپنے پہلو میں جگہ عنایت کی اور فرمایا کچھ شعر سناؤ اس لئے کہ یہ دن اہلبیتؑ رسول پرغم کے دن ہیں اور ہمارے دشمنوں بالخصوص بنی امیہ کے لئے خوشی وشادمانی کے دن ہیں۔

اے دعبل! ہر وہ شخص جو میرے جد حسینؑ کی یاد میں گریہ کرے، خداوند متعال اس کے گناہوں کو معاف کریگا۔ پھر حضرت نے حکم دیا کہ ہمارے اور اس کے اہل خانہ کے درمیان ایک پردہ ڈال دیا جائے، عورتیں اس پردہ کے پیچھے بیٹھ جائیں اور سب مل کر کربلا والوں کو یاد کرکے نالہ وشیون کریں، نیز امام نے مجھے حکم دیا: اے دعبل! امام حسین کے لئے مرثیہ پڑھواور جب تک تم زندہ ہو ہماری مدد کرو اور جہاں سے ہوسکے اس سے گریز مت کرو، اس وقت مجھ پر گریہ طاری ہوگیا اورمیں نے چند شعر اہل بیتؑ رسالت پر بیتے مصائب اور عاشورہ کی سرگزشت کے بارے میں سنائے۔

دعبل نے اپنے اشعار کو باآواز بلند پڑھا۔ امام رضاؑ کی صدای گریہ بلند ہوگئی یہاں تک کہ یہ شعر پڑھا گیا:

اری فیئهم فی غیر متقسما

وایدیهم من فیئهم صفرات

میں دیکھ رہاہوں کہ اہل بیت کا اثاثہ تاراج اور ایسے لوگوں میں تقسیم ہوگیا جو نا اہل تھے اور ایسے تھے کہ خود وہ اپنا حق بھی نہیں حاصل کرتے تھے۔

امام رضا اس مقام شدت سے گریہ فرمایا اور کہا: خزاعی تم نے سچ کہا۔

دعبل نے اپنے اشعار جاری رکھے یہاں تک کہ انہوں نے مندرجہ ذیل شعر پڑھا:

افاطم قومی یابنۃ الخیر

فاندبی نجوم سماوات بارض فلات

قبر بکوفان واخری بطیبه

واخری بفخ نالها صلوات۔۔۔ے

پیغمبرؐ کے خاندان والوں کے سر، بریدہ وخون آلودہیں اور آل زیاد کے حیوان سکون سے چر

رہے ہیں۔

حرم پیغمبرؐ کی حرمت ضائع ہوئی اور ان کا خاندان قیدی ہے اور آل زیاد اپنے اپنے گھروں میں محو خواب ہیں۔

یہ رنج ومصائب اور درد وفغاں کا لمحہ ہے کہ بنی ہاشم کا خون ناحق بہادیا گیا۔ ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور وہ اپنا حق نہیں لے سکتے۔

اس وقت امام رضاؑ نے فرمایا: ہاں! ایسا ہی ہے۔ ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔

دعبل نے پھر یہ شعر پڑھا:

اے اشکبار آنکھیں! ان عزیزوں کے غم میں آنسو بہاؤ اور اب وہ وقت بھی آگیا کہ اس مصیبت میں سیلاب اشک جاری کیا جائے۔

زندگی بھر دشمنان اہل بیتؑ کے خوف سے مجھے چین نہیں ملا لیکن امید ہے کہ مرنے کے بعد شفاعت اہلبیتؑ کے سہارے عذاب سے امان حاصل ہوجائے گی۔

اس وقت امام رضاؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جزع اکبر (قیامت) سے امان میں رکھے۔

امام رضاؑ نے دعبل کو اس شعر کے عوض اپنا ایک پیراہن عطا فرمایا:

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

میرے والد امام محمد باقرؑ نے مجھ سے فرمایا: **یا جعفر! وقف لی من مالی کذا و کذا، النوادب تندبنی عشر سنین بمنی ایام منی** ۸؎

اے جعفر! میرے مال کے کچھ حصے کو اس بات کے لئے وقف کردو کہ رونے والے ایام حج میں سرزمین منی پر دس سال تک مجھ پر گریہ وماتم کریں۔

امام حسینؑ پر گریہ ائمہ اطہار کی نظر میں

حسینی تہذیب وثقافت میں گریہ دشمنان عزاداری کے لئے ایک تیز دھار ہتھیار اور سید الشہداءؑ واہل بیت عصمت وطہارت سے قلبی لگاؤ کی دلیل ہے۔ اشک دل کو سیراب کرتا ہے اور انسانی روح کی پیاس کو بجھاتا ہے۔ اسلامی ثقافت میں ہمیشہ ائمہ طاہرینؑ کے ساتھ روحی ومعنوی اعتبار سے ہمدلی و ہمراہی پر تاکید کی گئی ہے: **یفرحون بفرحنا ویحزنون لحزننا** ۹؎ ہمارے شیعہ اور

ہمارے چاہنے والے ہماری خوشی میں خوش اور ہمارے غم میں غمگین ہوتے ہیں۔

شہدائے کربلا کے غم میں معرفت کے ساتھ گریہ کرنا، عاشورہ وتہذیب شہادت کے ساتھ تجدید بیعت اور روحی وفکری تغذیہ کا باعث ہے۔گریہ کرنا ایک طرح سے سید الشہداء سے مودت کے عہد نامہ پر دستخط ہے۔ امامؑ نے بھی اس نکتے کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

انا قتیل العبرہ لا یذکرنی مومن الا استعبر ۱۰؎

مجھے رلا لاکر مارا گیا، مؤمن جب بھی یادکرے گا اس کی آنکھوں سے اشک رواں ہوجائے گا۔

اشک امام حسینؑ سے محبت وعشق کا سرچشمہ ہے۔پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

ان القتل الحسین حرارۃ فی قلوب المومنین لا تبرد ابدا ۱۱؎

حسین کی شہادت نے مومنوں کے دل میں ایسی حرارت پیدا کردی ہے جو ہرگز ٹھنڈی نہ ہوگی۔

ثقافت عاشورہ میں گریہ کرنا خون شہید کی حفاظت اور اسے زندہ رکھنے کے مترادف ہے۔ امام خمینیؒ فرماتے ہیں:

شہید پر گریہ کرنا،حسینی تحریک کو زندہ رکھنا ہے۔ ۱۲؎ امام حسینؑ پر گریہ کرنا اس تحریک کو اور اس مفہوم کو زندہ رکھنا ہے کہ مختصر سے افراد نے ایک بڑی سلطنت کے خلاف قد علم کیا دشمن اسی گریہ سے خائف ہے کیونکہ یہ گریہ مظلوم پر گریہ ہے ، ظالم کے خلاف صدائے احتجاج ہے۔ ہر وہ تحریک جس میں کوئی سروسینہ پیٹنے والا نہ ہو، جس میں کوئی گریہ کرنے والا نہ ہو محفوظ نہیں رہتی ہے۔ ۱۳؎

ائمہ معصومینؑ نے اہلبیتؑ کی مظلومیت پر گریہ وزاری اورعزائے امام حسینؑ برپا کرنے کی تاکید کی ہے اور اس کے لئے بہت اجر وثواب ذکر کیا ہے۔ امام رضاؑ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

ان بکیت علی الحسین حتی تصیر وموعک علی خدیک غفر اللہ لک کل ذنب اذنبتہ ۱۴؎

اگر حسینؑ پر اس طرح گریہ کرو کہ تمہارے آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب سے جاری ہوجائے تو اللہ تعالیٰ تمہارے سارے گناہ معاف کردے گا۔

پیغمبر اسلامؐ اپنی بیٹی جناب فاطمہ زہرا (س) سے فرماتے ہیں:

یا فاطمہ! کل عین باکیہ یوم القیامہ الاعین بکت علی مصائب الحسین ۱۵؎

اے پارۂ جگر! قیامت کے روز ہر آنکھ گریہ گناں ہوگی سوائے اس آنکھ کے جس نے امام حسینؑ کی مصیبت پر آنسو بہائے ہیں۔

بارہویں امامؑ زیارت ناحیہ مین اپنے جد بزرگوار کی مظلومیت کو اس طرح بیان فرماتے ہیں:

لاندبنک صباحا و مساء و لابکین علیک بدل الدموع دما ۱۶؎

میں ہر صبح وشام آپ پر گریہ وزاری کرتا ہوں اور آپ کی مصیبت پر خون کے آنسو بہاتا ہوں۔

ان سب باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آل عباؑ کی مظلومیت پر معرفت کے ساتھ گریہ اور ابا عبد اللہ الحسینؑ کی حقانیت کی شناخت کے ذریعہ حسینی تہذیب وثقافت کی ترویج ائمہ معصومینؑ کی سیرت رہی ہے۔

زیارت امام حسینؑ

امام حسینؑ کی زیارت کے سلسلہ میں ائمہ معصومینؑ نے بہت تاکید کی ہے۔ امام محمد باقرؑ ارشاد فرماتے ہیں:

لو یعلم الناس ما فی زیارۃ قبر الحسین من الفضل لماتو شوقا ۱۷؎

اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوجاتا کہ قبر امام حسینؑ کی زیارت میں کتنی فضیلت ہے تو وہ اس کے شوق میں مرجاتے امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں:

لاتدع زیارۃ الحسین بن علی یمد اللہ فی عمرک ویزید فی رزقک ویحییک اللہ سعیداً و لاتموت الا شهیداً ۱۸؎

زیارت قبر امام حسینؑ میں کوتاہی نہ کرو، تاکہ خدا تمہاری عمر لمبی اور تمہارے رزق میں اضافہ کرے اور آخرکار باعزت زندگی وشہادت والی موت عطا کرے۔

تربت حسینیؑ

ائمہ معصومینؑ کی جانب سے امام حسینؑ کی تربت کے سلسلہ میں سفارش وتاکید کی گئی ہے جو

اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ائمہ معصومینؑ عاشورہ کے خونچکاں واقعہ کو زندہ وجاوید رکھنے کے لئے کتنا اہتمام کرتے تھے۔ تربت حسینی درحقیقت حسینؑ اور اس کے اصحاب باوفا کی بہادری، ایثار وقربانی اور اللہ تعالیٰ سے ان کی محبت وخلوص کی علامت ہے جس کی راہ میں انہوں نے اپنی جانیں قربان کیں اور ان کے خون پاک سے خاک کربلا رنگین ہوگئی۔

تربت حسینی کا پاس واحترام درحقیقت شہید کے اعلیٰ رتبہ اور اللہ تعالیٰ کے پاس واحترام کے مترادف ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے انسان کے قلبی لگاؤ میں اضافہ ہوتا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ ارشادفرماتے ہیں:

الاوان الاجابۃتحت قبتہ والشفاءفی تربتہ ۱۹؎

یہ جان لو کہ اجابت دعا حرم حسین کے گنبد کے نیچے اور شفا ان کی تربت میں ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

حنکوا اولادکم بتربۃالحسین فانہاامان ۲۰؎

اسلامی تعلیمات اور فقہ شیعی کے مطابق مٹی کھانا حرام ہے سوائے تربت حسینی کے جس میں ہر درد کی دوا ہے۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں:

فی طین قبر الحسین الشفاءمن کل داءوھو الدواءالاکبر

ہر درد کی دوا تربت حسین میں ہے اور یہ سب سے بڑی دوا ہے۔

ان سب باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ائمہ معصومینؑ نے امام حسینؑ پر گریہ اور عزاداری برپا کرنے پر بہت تاکید کی ہے اور گریہ امام حسینؑ سے قلبی لگاؤ کی علامت ہے۔ اسی طرح ائمہؑ نے زیارت قبر امام حسینؑ کی بہت تاکید کی ہے اور تربیت حسینی امام حسینؑ اور تہذیب عاشورہ سے تجدید بیعت کے مترادف ہے۔

اس عظیم واقعہ کو رونما ہوئے صدیاں چکی ہیں لیکن یہ تحریک آج بھی زندہ پایندہ ہے۔ ہم سب کا خاص کر علماء وذاکرین کا یہ فریضہ ہے کہ اس اسلامی انسانی تحریک کے پیغام کو عدالت وآزادی کے خواہاں تمام افراد تک پہچائیں اور عاشورہ کی خونیں تحریک کو دلوں میں زندہ رکھیں۔

اس عظیم رسالت کو انجام دینے کے لئے چند اہم نکات کی طرف توجہ بہت ضروری ہے۔

۱۔تحریک کربلا کو زندہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ مراسم عزا میں کوئی بھی ایسی بات پیش نہ کی جائے جو حسینی فکر اور منطق دین وفطرت کے خلاف ہو۔امام حسینؑ کے ذاکر کو چاہئے کہ غیر مستند اور بے بنیاد باتوں سے پرہیز کرے۔

۲۔ اسلامی بالخصوص شیعی تہذیب وثقافت کے زندہ باقی رہنے میں کربلا کا بہت اہم کردار رہا ہے۔لہٰذا علمائے دین اور ذاکرین کا یہ فریضہ ہے کہ تحریک کربلا کی تاریخ اور مصائب امام حسینؑ کو مخلصانہ انداز میں اور صحیح طریقہ سے لوگوں تک پہنچائیں ۔ جیسا کہ مقام معظم رہبری ، حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

محترم واعظین وذاکرین اور تمام سوگواران! امام مظلوم کربلا جیسی اس عظیم شخصیت کی الشان ومنزلت کو برقرار رکھیں اور خدانخواستہ بعض غیر معقول امور سے عزاداری کے ضائع ہونے کا سبب نہ بنیں ۔۲۱۔

۳۔ امام حسینؑ کے قیام اور کربلا کے عظیم انقلاب کا اصل فلسفہ شعائر اللہ کا احیاء اور ظلم وبے عدالتی کے خلاف احتجاج کی آواز بلند کرنا ہے۔ امام حسینؑ نے اسلامی قدروں کے احیاء اختلاف وتفرقہ کی جڑوں کوختم کرنے اور معاشرہ میں اسلامی اخوت قائم کرنے کی غرض سے قیام کیا تھا۔لہٰذا آج کے دور میں جب دشمنان اسلام مسلمانوں میں اختلاف وتفرقہ پیدا کرنے کے درپے ہیں تو ہمارا فریضہ ہے کہ قرآن وسنت سے تمسک کرتے ہوئے اسلامی وحدت کی حفاظت اور دشمنان اسلام ولباس اسلام پہنے ہوئے کچھ فریب خوردہ افراد کی سازشوں کاشکار نہ ہوں بلکہ اس کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔

حوالے:

۱۔دہ گفتار،شہید مرتضیٰ مطہری،ص ۲۵۱

۲۔منتہی الامال،جلد دوم ص ۶ ، امالی شیخ صدوق ص ۱۴۰

۳۔بحارالانوار جلد ۴۵ ص ۱۷۴

۴۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۰ ص ۵۰۵ ، الامالی ،صدوق ص ۱۲۸

۵۔علل الشرائع ص ۲۲۷

۶۔ میزان الحکمہ حدیث ۱۳۰۱۱

۷۔ بحار الانوار جلد ۴۹ ص ۲۴۵

۸۔ بحار الانوار جلد ۴۶ ص ۲۲۰

۹۔ میزان الحکمہ جلد ۵ ص ۲۳۳

۱۰۔ بحار الانوار جلد ۴۴ ص ۲۸۴

۱۱۔ مستدرک الوسائل جلد ۱۰ ص ۳۱۸

۱۲۔ صحیفۂ نور جلد ۱۰ ص ۳۱

۱۳۔ صحیفۂ نور جلد ۱۰ ص ۳۱

۱۴۔ صحیفۂ نور جلد ۸ ص ۷۰

۱۵۔ صحیفۂ نور جلد ۴ ص ۲۸۴

۱۶۔ بحار الانوار جلد ۴۴ ص ۲۹۳

۱۷۔ بحار الانوار جلد ۱۰۱ ص ۲۳۸

۱۸۔ بحار الانوار جلد ۱۰۱ ص ۱۸

۱۹۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۴۳۱

۲۰۔ مستدرک الوسائل جلد ۱۰ ص ۳۳۵

۲۱۔ وسائل الشیعہ جدل ۱۴ ص ۵۲۴

۲۲۔ کامل الزیارات ص ۴۶۲

۲۳۔ بیانات مقام معظم رہبری مورخ ۱۳۸۶/۱۰/۱۷